تعظیمی سجدہ حرام ہے

تالیف

خادم دین اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

چیف ایڈیٹر: ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا

نگینہ کتب خانہ 49۔عمر دین روڈ، وسن پورہ، لاہور۔فون: 7286370

ماہانہ تعلیمی و تربیتی اجتماعات

ہر انگریزی مہینے کی پہلا اتوار 11:00 بجے صبح تا نماز ظہر
جامع مسجد نگینہ گجر پورہ، چائنہ سکیم لاہور

ہر انگریزی مہینے کی دوسرا اتوار 10:00 بجے صبح تا 12:00 بجے صبح
گلشن شادی ہال، گلشن راوی لاہور

ہر انگریزی مہینے کی تیسرا اتوار بعد از نماز ظہر
جامع مسجد فردوس شادباغ لاہور

ہر انگریزی مہینے کی تیسرا اتوار بعد از عشاء
موڑ کھنڈا، ضلع شیخوپورہ۔

ہر انگریزی مہینے کی آخری اتوار بعد از نماز ظہر
جامع مسجد یارسول گلشن راوی لاہور۔

الداعی الی الخیر: انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور۔

تعظیمی سجدہ حرام ہے

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا

نگینہ کتب خانہ

49- عمر دین روڈ، وسن پورہ، لاہور۔ 7286370

نام کتاب : تعظیمی سجدہ حرام ہے

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

حسب فرمائش : حاجی محمد سہیل (حاجی آٹوز والے)

پیش لفظ : رشید احمد جنجوعہ (ایم۔اے، ایل ایل بی)

پروف ریڈنگ : صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی زمزمی

رشید احمد جنجوعہ (ایم۔اے، ایل ایل بی)

کمپوزر : عثمان علی یوسفی، علی بن جاوید یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سنٹر، A-977، گجر پورہ

چائنہ سکیم، لاہور

سن اشاعت : ۱۴۲۶ھ

بار اول : ۱۱۰۰

ہدیہ : ۲۰/=

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس)

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی زمزمی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ملنے کا پتا

نگینہ کتب خانہ ۴۹۔ عمر دین روڈ، وسن پورہ، لاہور

فون-7286370

فہرست

انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیفِ لطیف کو اُن تمام بالغِ نظر صاحبِ ایمان لوگوں اور شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاسبان بزرگانِ دین کے نام منسوب کرتا ہے جو مخلوق کو ہر قسم کا سجدہ کرنے کو حرام سمجھتے ہیں۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بہ فیضانِ نظر

قطب جلی، پیر طریقت رہبرِ شریعت، امین علم لدنی،

نیر اوجِ شرافت، مصرِ محبت، پیکر صدق وصفا،

زبدۃ العارفین، پروانۂ توحید ورسالت

حضرت قبلہ علامہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب قدس سرہ العزیز

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

مرکزِ انوار وتجلیات آستانہ عالیہ

پیلے گوجراں شریف چک نمبر 176 گ۔ب تحصیل سمندری

ضلع فیصل آباد شریف

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

ترجمانِ اہلسنت شاعر مشرق، عاشقِ رسول اللہ ﷺ علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے بالِ جبریل میں قندیل نورانی شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی منقبت کو اپنے خصوصی انداز میں سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی مترادف چند جملوں میں یوں بیان کیا ہے:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ (جل جلالہ) نے بروقت کیا جس کو خبردار

پیش لفظ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور بندے کی عبادات کا مقصد ومنشاء یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر راضی ہو جائے اور اس کی مغفرت وبخشش ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو عبادات میں سے نماز سب سے زیادہ پسند ہے کہ بندہ نماز کی ادائیگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں سر بسجود ہو کر اپنی عاجزی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت وبڑائی کا اقرار کرتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ”سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو“۔

گویا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے سے ہی اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ سجدہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرتا ہے، تو سجدہ کرنے والا اور سجدہ کرانے والا، دونوں ہی سخت گنہگار ہیں۔

شریعتِ اسلامیہ میں کسی بھی طرح کا سجدہ خواہ تعظیم یا تحیت کے نظریہ سے ہو، کسی دوسرے بندے کو کرنا قطعاً حرام ہے۔

ضرورت ہے کہ لوگوں کو پیار ومحبت سے سمجھایا جائے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کسی بھی بندے کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔

قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد زیرِ نظر کتاب میں اس مسئلہ کی وضاحت وصراحت فرمائی ہے کہ سجدہ الوہیت کیا ہے؟ نیز سجدہ تعظیم وتحیت کیا ہے اور یہ کیونکر حرام وناجائز ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے قبلہ محترم کی اس گرانقدر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

رشید احمد جنجوعہ عفی عنہ

عرض حال

اسلام محبت، سلامتی، بھلائی اور خیر خواہی والا دین ہے، یہ دین ڈوبنے والوں کو بچاتا ہے اور مرنے والوں کو زندگی بخشتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”جس نے ایک انسان کو زندہ کیا اس نے ساری انسانیت کو زندہ کر دیا“۔

اسلام ”مسلمان بنانے والا“ دین ہے۔ مشرک، کافر اور بدعتی بنانے والا دین نہیں ہے۔ اسلام تعلیم وتربیت والا دین ہے۔ حق وباطل کا فرق کرنے والا دین ہے۔ غلط نظریات کے مقابلے میں صحیح نظریات کی تشہیر کرنے والا دین ہے۔ شرک وکفر سے نکال کر نورِ ایمان کی روشنی میں لانے والا دین ہے۔ اسلام کی ان لازوال خوبیوں کی روشنی میں موجودہ مسلم معاشرہ کو صحیح راہ پر چلانے کی ضرورت ہے۔

اسلام انتہا پسندی اور خود ساختہ نظریات کا قائل نہیں۔ جو لوگ اصلاح کے درس سے بے خبر ہیں، وہ بے سوچے سمجھے فتوے لگا دیتے ہیں۔ جن کی وجہ سے کشیدگی اور نفرت جنم لیتی ہے۔ ہمیں صحیح اور غلط کام میں فرق رکھنا چاہئے، یہی انصاف کا تقاضا ہے۔ سچ کو سچ کہنا اور غلط کو غلط کہنا اور احسن طریقہ سے اصلاح کرنا طریقۂ اسلام ہے۔

ہمارے معاشرہ میں لوگ اپنے بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں چومنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول کریم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چوم لیتے تھے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ الادب المفرد میں لکھتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چوم لیتے تھے۔ چونکہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اس لئے اسے شرک وبدعت کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بلکہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور عمل مبارک کا انکار ہے۔ اگر ہاتھ پاؤں چومنا حرام، شرک اور ناجائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے ہاتھ اور پاؤں مبارک چومنے کی قطعاً اجازت نہ دیتے۔ یہ یقینی بات ہے کہ ہاتھ اور پاؤں چومنے کے لئے جھکنا پڑتا ہے مگر اس جھکنے کا مقصد نہ تو سجدہ ہوتا ہے اور نہ ہی یہ شرک ہے۔

ہاں البتہ شریعت اسلامیہ محمدیہ میں غیر خدا کو سجدہ کرنا قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔

نہ تو رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے سجدہ کروایا اور نہ ہی کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت دی بلکہ کثیر احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

آج جو لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، ان ناسمجھ اور کم علم لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اسلام میں صرف ایک سجدہ ہے جو صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کو کیا جاتا ہے۔ اس سجدہ کے علاوہ اسلام میں اور کوئی سجدہ نہیں۔ اسلام نے تعظیمی سجدہ اور سجدۂ تحیت کی قطعاً اجازت نہیں دی۔

اس کے باوجود جو لوگ سجدہ تعظیمی کرتے ہیں وہ لوگ سجدہ کرنے کے باوجود نہ تو کسی بزرگ اور مزار کو الٰہ مانتے ہیں اور نہ ہی الٰہ کا شریک۔ جتنے بھی لوگ مزارات کو سجدہ کرتے ہیں وہ بیچارے اپنے ناقص خیال کے مطابق تعظیم کرتے ہیں۔ لیکن اسلام نے ایسی تعظیم کی قطعاً اجازت نہیں دی۔ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو سجدہ کرتا ہے تو وہ حرام کا مرتکب ہوتا ہے اور جو سجدہ کراتا ہے وہ بھی۔

یہ بات ہر کلمہ گو کو معلوم ہونی چاہئے کہ اسلام میں تعظیمی سجدہ قطعاً حرام ہے اور اگر نعوذ باللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک سمجھ کر سجدہ کیا جائے تو یہ شرک ہے۔

قبروں کو سجدہ کرنے والے یقیناً بزرگوں کو الٰہ نہیں جانتے بلکہ وہ لاعلمی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ کیونکہ سجدہ کرنے والے لوگ جب نماز پڑھتے ہیں، تو جس صاحب مزار کو سجدہ کرتے ہیں نماز کے وقت اس کی طرف پشت کر لیتے ہیں اور قبلہ مقدسہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اپنے عمل سے اظہار کرتے ہیں کہ صاحب قبر ہمارا معبود نہیں ہے، ہمارا معبود برحق وہ ہے جس کے گھر یعنی خانہ کعبہ قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

سوادِ اعظم، ملت اسلامیہ کو قبروں کو سجدہ کرنے والوں کے ذریعے ناقابل

برداشت اور ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہر ذی شعور ایمان والے کو اس گناہ سے لوگوں کو بچانے کے لئے خلوص اور ہمدردی سے کوشش کرنی چاہئے تاکہ ایسے غلط کار اور نادان لوگ صحیح راہ اختیار کر سکیں۔ بیمار کا علاج حکمت سے کیا جاتا ہے۔ ان بیمارانِ اسلام کے علاج کے لئے بھی حکمت ودانائی اور رحمت کی ضرورت ہے۔

ہماری کامیابی نبی کریم ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ کی سنہری تعلیمات پر عمل کرنے سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اور جہاد فی سبیل اللہ سے محبت کی تعلیم وتبلیغ کی ضرورت ہے۔ ہماری دنیا وآخرت میں کامیابی صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آپ ﷺ کی نافرمانی، اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف وڈر اور نبی کریم ﷺ کی محبت اور اطاعت ہی ہماری عزت اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے مزارات کو سجدہ کرنے والے بیماروں کے علاج کے لئے ''تعظیمی سجدہ حرام ہے'' کے عنوان سے زیرِ نظر کتاب کو ترتیب دیا ہے۔

گذارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ تعصب، ضد اور عناد سے نہ کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ رب العالمین عزت ووقار اور ایمان والی زندگی عطا فرمائے اور دعوت وتبلیغ کی ہمت، حکمت اور دانائی نصیب فرمائے۔ آمین، ثم آمین!

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور جہانگیر

مغل بادشاہ اکبر کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا۔ اکبر کے مقابلہ میں اس کو دین سے اگرچہ کوئی عناد نہیں تھا مگر یہ بھی لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ارکانِ سلطنت اور امرائے دربار کے نام اس فعلِ حرام کے خلاف خطوط لکھے۔ یہ خطوط اصلاحِ حال، حمایت اسلام اور دین کی حمیت کے سلسلہ میں تھے۔ جہانگیر کا وزیر بے تدبیر، شیطان نظیر، آصف جاہ، مخالفانِ دین اور منافقاں بے یقین سے مل کر خفیہ طور پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے خلاف سازشیں کیا کرتا تھا۔

آصف جاہ کے بہکانے پر جہانگیر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی طرف سے سخت بدظن ہوگیا اور حضرت کو دربار میں بلایا۔ آپ دربار میں تشریف لائے مگر سجدہ نہ کیا۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر کہا آپ نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا میں نے آج تک سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نہ تو کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ ہی کروں گا۔ اس پر بادشاہ نے آپ کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کرنے کا حکم دے دیا۔ نظر بندی کا یہ واقعہ ربیع الثانی ۱۰۲۸ھ میں پیش آیا۔ قید کے بعد آپ کی ساری جائیداد، جن میں کتابیں بھی تھیں، ضبط کرلی گئی۔ قید و بند کے باوجود آپ نے گوالیار کے قلعہ میں تبلیغ وارشاد کا زبردست سلسلہ شروع کردیا۔ آپ کی تبلیغ سے کئی ہزار قیدی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

جن دنوں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نظر بند تھے۔ آپ کے ایک مخلص دوست نے بتایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہ در گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی خبر پرسی کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ جب میں اس قلعہ کے دروازے پر پہنچا تو لوگوں کا شور وغل تھا اور خلقت صفیں باندھے کھڑی تھی۔ ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا کہ جناب رسولِ خدا ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانی

علیہ الرحمہ کو قید سے رہا فرمادیا ہے۔ (روضۃ القیومیہ ص ۳۲۲)

ادھر دوسری طرف جہانگیر ایک رات تخت پر بیٹھا تھا اور مجلسِ عیش ونشاط گرم تھی۔ اچانک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ مجلس میں آئے اور بادشاہ کو مع تخت اٹھا کر پٹخ دیا اور خود غائب ہوگئے۔ بادشاہ بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش آیا تو بادشاہ سخت شرمندہ ہوا، اسی وقت عرضی لکھی، اپنی خطاؤں پر بہت معافی مانگی اور رہائی کا اعلان کیا مگر آپ نے جواباً چند شرائط لکھ بھیجیں کہ اگر یہ منظور ہیں تو میں جیل سے نکلوں گا ورنہ جیل میں ہی خوش ہوں۔

شرائط یہ تھیں: ا۔ سجدہ کرانا ختم کرو، ۲۔ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں گرائی گئی ہیں انہیں از سرِ نو تعمیر کرادو اور اپنے دربارِ عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ تاکہ مسلمان آکر اس میں نماز ادا کریں، ۳۔ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرو اور حکم دے دو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے ذبح کی جائے، ۴۔ تمام انتظامیہ شرعی ہو۔ مثلاً قاضی، محتسب اور مفتی وغیرہ علمائے کرام میں سے مقرر کئے جائیں، ۵۔ کافروں سے جزیہ لیا جائے، ۶۔ احکامِ شریعت کو کما حقہ نافذ کیا جائے، باطل رسوم وآئین اور بدعات کو ترک کیا جائے اور ۷۔ تمام قیدی رہا کئے جائیں۔

ادھر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمام امراض حضرت قیوم اول علیہ الرحمہ کی دعا کے بغیر دور نہیں ہوں گے اور آپ کی توجہ کے بغیر سلطنت بھی قائم نہیں رہے گی۔ اس واسطے بادشاہ نے ان تمام شرائط کو منظور کرلیا اور اپنے بہت سے اُمراء کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ انہیں تعظیم وتکریم سے لشکر شاہی میں لائیں۔ جب اُمراء پہنچے تو آپ بھی امرِ الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے۔ انہیں بھی رہائی مل گئی انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہاں جائیں۔ اس واسطے وہ بھی آپ کے ہمراہ ہوئے۔ آپ کی شرائط کے مطابق بھر پور عمل شروع ہوگیا۔

سجدہ کیا ہے؟

سجدہ لغت میں ''زمین پر سر رکھنے' عاجزی کرنے اور سر نیچا کرنے'' کو کہتے ہیں- اس کے اصل معنی فروتنی اور عاجزی کرنے کے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے عاجزی اور اس کی عبادت کرنے کو سجود کہا جاتا ہے اور انسان' حیوانات اور جمادات سب کے حق میں ہے- اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) سجدہ اختیاری (۲) سجدہ تسخیری

(۱) سجدہ اختیاری انسان کے ساتھ خاص ہے اور اس سے وہ ثواب الٰہی کا مستحق ہوتا ہے۔ سورۃ النجم کی آخری آیت میں ہے: (ترجمہ:) ''سو اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو''۔

(۲) سجدہ تسخیری انسان' حیوانات اور جمادات سب کے حق میں عام ہے۔ چنانچہ فرمایا:

(ترجمہ:) ''(فرشتے) جو آسمان میں ہیں اور جو انسان زمین میں ہیں، چارو ناچار، اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور صبح وشام ان کے سائے (بھی اس کو سجدہ کرتے ہیں) (الرعد:۱۵)۔

نیز فرمایا: ''اور جتنی چیزیں آسمانوں اور جتنی جاندار چیزیں زمین میں ہیں اور فرشتے سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے آگے سر بسجود ہیں'' (النحل:۴۹)۔

اصطلاح شریعت میں ''سجود'' کو نماز کا خاص رکن قرار دیا گیا ہے اور اس کا اطلاق سجود قرآن مجید اور سجود شکر پر بھی ہے۔

سجدہ کی اقسام:

سجدہ کی تین اقسام ہیں:

(۱) سجدہ عبادت (۲) سجدہ تعظیمی (۳) سجدہ تحیت

سجدہ عبادت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہوتا ہے۔ سجدۂ تعظیمی وہ تھا جو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا اور سجدۂ تحیت وہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کی بیوی اور بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا۔ سجدہ عبادت اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ غیر خدا کو ایسا سجدہ کرنا شرک ہے۔ آخری دو سجدے شریعت اسلامیہ محمدیہ علیہ الصلوات والتسلیمات میں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ سجدہ اندرون نماز بھی عبادت ہے اور بیرون نماز بھی جیسے سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت۔ جبکہ قیام اور رکوع اندرون نماز تو عبادت ہے بیرون نماز عبادت نہیں۔ مثلاً بنک میں بلوں کی ادائیگی کے لئے اپنی باری کے انتظار میں کھڑے رہنا، قیام کرنا، جوتوں کے تسمے باندھنے کے لئے رکوع کی حد تک جھکنا۔

قرب الٰہی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا الدعا**[۱] ''بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے تو اس حالت میں کثرت سے دعا کرو''۔

سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنا:

حضرت مطرف سے روایت ہے کہ میں نے اور حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی **فكان اذا سجد كبر و اذا رفع رأسه من السجود كبر و اذا نهض من الركعتين كبر فلما قضى صلوته اخذ عمران بيدى** ''وہ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے جب وہ نماز پڑھ چکے تو حضرت

[۱] مسلم جلد۱ ص۱۹۱، مرآۃ جلد۲ ص۸۲' مشکوٰۃ ص۸۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۵' مسند احمد جلد۲ ص۴۲۱، الترغیب والترہیب جلد۱ ص۲۴۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۱۱۰۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا''۔ **فقال لقد ذکرنی ھذا قال کلمة یعنی صلوٰة محمد** ﷺ [٢] ''تو انہوں نے فرمایا انہوں نے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) مجھے رسول کریم ﷺ کی نماز یاد دلادی''۔

سجدہ کے لئے جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھیں یا گھٹنے:

دو روایات اور بحث:

(١) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا: **اذا سجد وضع رکبتیه قبل یدیه و اذا نھض رفع یدیه قبل رکبتیه** [٣] ''جب آپ ﷺ سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے''۔

(٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اذا سجد احدکم فلا یبرک کما یبرک البعیر ولیضع یدیه قبل رکبتیه** [٤] ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے، چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی محولہ بالا دوسری حدیث شریف بظاہر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی پہلی حدیث شریف کے مخالف ہے کیونکہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھے اور اول حدیث شریف اس پر دلالت کرتی ہے کہ زانو پہلے زمین پر رکھے جائیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ' حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے' ان کے مشہور قول کے مطابق' حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف پر عمل کیا ہے اور ہاتھوں سے پہلے زانو زمین پر رکھتے۔ علماء نے یہاں یہ بھی کہا ہے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث

[٢] نسائی جلد١ ص١٦٤۔ [٣] ترمذی جلد١ ص٦١' نسائی جلد١ ص١٦٥' دارمی' مشکوٰۃ ص٨٩۔ [٤] نسائی جلد١ ص١٦٥' دارمی' مشکوٰۃ ص٨٤' مسند احمد جلد٢ ص٣٨١' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد٢ ص٩٩۔

شریف، زیادہ صحیح اور زیادہ قوی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف کی ناسخ ہے۔ صحیح ابن خزیمہ میں آیا ہے کہ حضور ﷺ جب سجدہ مبارک کی ابتداء فرماتے تو پہلے نورانی گھٹنے مبارک زمین پر رکھتے اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی احادیث مبارکہ میں ہے کہ ہم گھٹنوں سے پہلے ہاتھ مبارک زمین پر رکھتے تھے تو ہمیں فرمایا گیا کہ ہم پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں پھر ہاتھ (اشعۃ للمعات)

سنت یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت زمین سے قریب والا عضو زمین پر پہلے رکھے کہ پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھے اور سجدہ سے اٹھتے وقت اس کے برعکس کرے کہ پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر گھٹنے (مرآۃ جلد٢ ص٨٥)۔

صاحب مشکوٰۃ المصابیح نے لکھا ہے **و قیل ھذا منسوخ** اور کہا گیا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔ (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف)۔

سجدہ کی ترکیب:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اذا سجدت فضع کفیک و ارفع مرفقیک** [٥] ''جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں رکھو اور کہنیاں اٹھاؤ'' (یہ حکم مردوں کے لئے)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' **کان النبی** ﷺ **اذا سجد جافٰی بین یدیه حتی لو ان بھمة ارادت ان تمر تحت یدیه مرت** [٦] ''نبی کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے (نورانی) ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھتے حتیٰ کہ اگر بکری کا بچہ آپ ﷺ کے (نورانی) ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا''۔

[٥] مسلم جلد١ ص١٩٤' مشکوٰۃ ص٨٣' مسند احمد جلد٩ ص٢٨٩' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد٢ ص١١٣۔ [٦] ابو داؤد حدیث نمبر ٨٩٨' مشکوٰۃ ص٨٣' شرح السنۃ جلد٢ ص٢٥٦' کنز العمال حدیث نمبر ١٧٨٩٥' حلیۃ الاولیاء جلد٤ ص١٠٠' نسائی جلد١ ص١٦٧۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم **اذا سجد فرج بین یدیه حتی یبدؤ و بیاض ابطیه**[۷] "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے (نورانی) ہاتھوں کے درمیان کشادگی فرماتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (نورانی) بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی"۔

سجدہ میں ہاتھ کہاں رکھے جائیں:

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' **من وضع جبهته بالارض فلیضع کفیه علی الذی وضع علیه جبهته ثم اذا رفع فلیر فعهما فان الیدین تسجدان کما یسجد الوجه**[۸] "جو (نماز میں) اپنی پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی وہیں رکھے' جہاں پیشانی رکھتا ہے' جب (سجدہ سے) سر اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے کیونکہ جیسے چہرہ سجدہ کرتا ہے ویسے ہی ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں- مطلب یہ کہ ہاتھ بھی اسی جگہ کے قریب رکھے جہاں پیشانی رکھتا ہے- پیشانی کے آس پاس ہاتھوں کو چہرے سے دور اور آگے یا پیچھے نہ رکھے یا عبارت کا یہ معنیٰ ہے کہ ہاتھ بھی زمین پر اسی طرح رکھے جس طرح اس نے پیشانی رکھی ہے یعنی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

سات ہڈیوں پر سجدہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **امرت ان اسجد علی سبعة اعظم علی الجبهة والیدین والرکبتین واطراف القدمین ولا نکفت الثیاب والشعر**[۹]

---

[۷] مشکوٰۃ ص ۸۴' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۵ - [۸] مرآۃ جلد ۲ ص ۸۶' نسائی جلد ۱ ص ۱۶۵' مشکوٰۃ ص ۸۴ - [۹] بخاری جلد ۱ ص ۱۲' مسلم جلد ۱ ص ۱۹۳' مشکوٰۃ ص ۸۳' مرآۃ جلد ۲ ص ۷۹' نسائی جلد ۱ ص ۱۶۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۳' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۹۲' ترمذی جلد ۱ ص ۶۲' تلخیص الحبیر جلد ۱ ص ۲۵۱' قرطبی جلد ۱ جز ۱ حدیث نمبر ۳۴۶' شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۵۰۔

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی' دونوں ہاتھوں' دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے کناروں پر اور یہ کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں"۔

اگر چہ سجدے میں ناک بھی لگائی جاتی ہے مگر پیشانی اصل ہے اور ناک اس کے تابع ہے۔ اس لئے ناک کا ذکر نہ فرمایا۔ ہاتھوں سے مراد ہتھیلیاں ہیں اور قدم کے کناروں سے مراد پورے پنجے ہیں۔ اس طرح دس کی دس انگلیوں کے سرے کعبۃ اللہ کی طرف رہیں۔ ایسا کرنا سنت ہے۔

محولہ بالا حدیث پر شیخ محقق علیہ الرحمہ کی بحث:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز محولہ بالا حدیث شریف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ان تمام اعضاء کو سجدہ میں زمین پر رکھنا چاہئے-- ایک روایت میں "جبہ" کی بجائے" وجہ" کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں "جبہ" (پیشانی) کے ساتھ انف یعنی ناک کا ذکر بھی آیا ہے۔ اسی بنا پر اکثر آئمہ اس طرف گئے ہیں کہ ناک اور پیشانی دونوں زمین پر رکھنے چاہئیں اور دونوں کے بغیر سجدہ روا نہ ہوگا۔ فقہ حنفی میں پیشانی اور ناک دونوں سے سجدہ کرنا افضل ہے اور دونوں میں سے ایک پر کریں تو بھی کافی ہے۔ بس اگر صرف پیشانی سے سجدہ کریں تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک ایک روایت میں بلا کراہت جائز ہے اور اگر صرف ناک سے سجدہ کریں تو صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور امام صاحب سے ایک روایت میں صرف ناک سے سجدہ جائز نہیں ہے۔ ایک دوسری روایت میں جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ ہاں ہاتھوں اور زانوؤں کا زمین پر رکھنا حنیفہ اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے اور ابواللیث فرماتے ہیں اگر زانوں زمین پر نہ رکھے تو سجدہ جائز نہ ہوگا جیسا کہ شرح ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے اور پاؤں کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر دونوں (پاؤں) اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک پاؤں اٹھائے رکھا تو نماز مکروہ ہوگی"۔

کپڑے پر سجدہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ ﷺ بالظھائر سجدنا علی ثیابنا اتقآء الحر** ۱۰ ''جب ہم رسول کریم ﷺ کے پیچھے دوپہر کو نماز پڑھتے تو گرمی کی وجہ سے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے''۔

دو سجدوں کے درمیان اکڑوں بیٹھنا منع ہے:

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **یا علی انی احب لک ما احب لنفسی و اکرہ لک ما اکرہ لنفسی لا تقع بین السجدتین** ۱۱ ''اے علی (رضی اللہ عنہ) میں تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور تیرے لئے وہی چیز ناپسند کرتا ہوں جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ دو سجدوں کے درمیان اکڑوں نہ بیٹھنا''۔

اقعا: دو سجدوں کے درمیان اقعا نہ کرنا' **اقعا** کا معنی ہے سرین زمین پر رکھ لینا اور دونوں زانوں کھڑے کر لینا'' ہدایہ شریف میں **اقعا** کی یہی تفسیر کی گئی ہے اور صاحب ہدایہ شریف نے یہ تفسیر کر کے فرمایا **وھو الصحیح** (یعنی **اقعا** کی یہی تفسیر صحیح ہے) نمازی جب بھی بیٹھے دو زانوں بیٹھے۔

سجدہ میں دعا:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے ایک رات رسول کریم ﷺ کو گھر نہ دیکھا' میں دیکھنے چلی تو آپ ﷺ کو سجدے میں پایا' آپ ﷺ سجدے میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے

۱۰ نسائی جلد ا ص ۱۶۷- ۱۱ ترمذی جلد ا ص ۶۳' مشکوٰۃ ص ۸۴' مرآۃ جلد ۲ ص ۸۷' مسند احمد جلد ا ص ۱۴۶' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۸۳۶' کنز العمال حدیث ۲۱۸۷۷-۲۲۳۰۰۲-۲۲۳۰۵۹-

(پنجے زمین پر لگے ہوئے تھے اس طرح کہ انگلیوں مبارک کا رخ قبلہ شریف کی طرف تھا) اور آپ ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سُخْطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَااُحْصِیْ ثَنَاءَ عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ** ۱۲ ''یا اللہ (جل جلالک) میں تیرے غصہ سے تیری خوشی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیری مغفرت کی تیرے عذاب سے اور تیری پوری تعریف نہیں کر سکتا تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تو ہم سے ہر وقت قریب ہے ہم اس سے دور رہتے ہیں البتہ سجدے کی حالت میں ہمیں اس سے خصوصی قرب نصیب ہوتا ہے لہٰذا اس قرب کو غنیمت سمجھ کر جو مانگ سکیں مانگ لیں۔

مسئلہ: نوافل کے سجدوں میں اکثر دعائیں کی جاسکتی ہیں۔

مسئلہ: فرائض کے سجدوں میں تسبیح **سبحان ربی الاعلی** اور کبھی کبھی جب تنہا نماز فرض ادا کرتے ہوں تو اور دعا بھی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: امام کو نماز فرض کے سجدوں میں تسبیح ہی پڑھنی چاہئے۔

سجدہ کی ایک اور دعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **کان النبی ﷺ یقول فی سجودہ** ''نبی کریم ﷺ سجدہ میں یہ دعا (امت کی تعلیم کے لئے) پڑھتے تھے: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ وَ عَلَانِیَتَهٗ وَ سِرَّهٗ** ۱۳ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میرے سارے گناہ بخش

۱۲ نسائی جلد ا ص ۱۶۹' مشکوٰۃ ص ۸۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۳۳' ترمذی حدیث نمبر ۳۵۶۶' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۱۷۹' مسند احمد جلد ا ص ۹۶' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۵۵' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۰۶- ۱۳ مسلم جلد ا ص ۱۹۱' مرآۃ جلد ۲ ص ۸۱' مشکوٰۃ ص ۸۴' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۱۰-

دے، چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، کھلے چھپے"۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ دعا نفلوں کے سجدوں میں تھی یا کبھی کبھار فرائض کے سجدے میں۔ بیان جواز کے لئے یہ اور ایسی دعائیں امت کی تعلیم کے لئے ہیں۔

سجدہ کی تسبیح:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی **سبح اسم ربک الاعلی** تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: **اجعلوھا فی سجودکم** [14] "اس کو اپنے سجدوں میں کیا کرو"۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: **اذا سجد قال (سبحان ربی الاعلی) ثلاث مرات** [15] آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے، تو تین مرتبہ پڑھتے: **سبحان ربی الاعلی** "پاک ہے میرا رب جو سب سے اعلی ہے"۔

[14] ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۷، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۰۔ [15] ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۸۸، ابوداؤد جلد ا ص ۱۳۳۔

سجدۂ تعظیم وتحیت جائز نہیں

اللہ تبارک وتعالی ازلی، ابدی، سرمدی، واجب الوجود اور وحدہ لاشریک ہے۔ وہی بندگی، عبادت اور پوجا کے لائق ہے۔ اس کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی عبادت اور بندگی کے لئے لوگوں کو کہے۔ اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون○ (آل عمران:۷۹)

"کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ (تبارک وتعالی) اسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ (تبارک وتعالی) کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ، اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو"۔

تخلیق انسان سے قبل ملائکہ اور جنات سب اللہ تبارک وتعالی ہی کی بندگی کرتے تھے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور ان کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ بعثت شروع ہوا تو ہر نبی علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالی کی عبادت اور بندگی کا حکم دیا اور اسی کے حضور سجدہ ریز ہونے کی تعلیم وتبلیغ فرمائی۔

دو سجدے:

قرآن مجید میں ایسے دو سجدوں کا ذکر آتا ہے جو اللہ تبارک وتعالی کے سوا غیر خدا کو کئے گئے ہیں، جن میں ایک سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو کیا گیا اور دوسرا حضرت یوسف علیہ السلام کو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا وہ سجدۂ تعظیم تھا۔ جو حکم خداوندی کے تحت بجالایا گیا۔

اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

واذ قال ربک للملٰٓئکۃ انی خالق بشراً من صلصال من حما مسنون o فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین o (الحجر: ۲۸، ۲۹)

"اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی بنانے والا ہوں، بجتی مٹی سے، جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے۔ تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا"۔ چنانچہ فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون o "تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گر گئے"۔ فرشتوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم پر یہ سجدہ ادا کیا۔ اس سجدے کا مقصد حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم تھی۔

یہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز احکام شرعیہ انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لئے۔ فرشتوں نے یہ سجدہ صرف ایک بار کیا اور سب نے ایک ساتھ کیا۔

دوسرا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ہوا جو سجدۂ تحیت (سجدۂ سلامی) تھا۔ یہ سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا جس کا ذکر سورۂ یوسف میں آتا ہے "پھر جب سب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اس (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام) نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو امان کے ساتھ" حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کا احترام کیا:

ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجداً ع (یوسف: ۱۰۰)

"اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب اس کے لئے سجدہ میں گر گئے"۔

یہ سجدہ بھی ایک مرتبہ کیا گیا جو "سجدۂ تحیت" کہلاتا ہے۔ پہلا سجدہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہوا جبکہ دوسرے سجدہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعتراض نہ کیا۔ اس لئے کہ دونوں سجدوں میں تعظیم وتحیت کا نظریہ تھا۔ سجدہ الوہیت صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی

ذات کو ہے۔ لیکن وقت کے دھارے بدلتے گئے، لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بت گھڑ لئے اور ان بتوں کو معبود بنالیا اور ان کو سجدے کرنے لگے۔ علاوہ ازیں لوگوں نے سورج، چاند، ستاروں، فرشتوں اور نباتات اور درختوں کو معبود بنالیا اور انہیں بھی سجدہ کرنے لگے۔ رب کائنات نے تمام معبودان باطل کی تردید فرماتے ہوئے ہر سجدہ کی نفی فرمائی اور قرآن مجید میں بڑی تفصیل سے فرمایا کہ سجدہ الوہیت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہی ذات کریمہ کو جائز ہے۔ رسول کریم ﷺ کی احادیث کثیرہ میں سجدہ تعظیم وتحیت کی بڑی واضح الفاظ میں تردید موجود ہے۔ جس کی تفصیل سے ہر کلمہ پڑھنے والے کو آگاہ ہونا چاہئے۔ بغور مطالعہ فرمائیں:

قرآن مجید میں ہے: الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدوآب وکثیر من الناس ط (الحج: ۱۸) (آیت سجدہ)

"کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی"۔

دوسرے مقام پر فرمایا: اولم یروا الی ما خلق اللہ من شیء یتفیؤا ظللہ عن الیمین والشمآئل سجدا للہ وھم داخرون o وللہ یسجد ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من دآبۃ والملائکۃ وھم لا یستکبرون o (النحل: ۴۸، ۴۹) (آیت سجدہ)

"اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں دائیں اور بائیں جھکتی ہیں اللہ (جل جلالہ) کو سجدہ کرتی ہیں اور وہ اللہ (جل شانہ) کے حضور ذلیل ہیں اور اللہ (جل سبحانہ) ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے"۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں فرمایا:

اولٓئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین من ذریۃ ادم ق
وممن حملنا مع نوح ز ومن ذریۃ ابراھیم واسرآءیل وممن ھدینا
واجتبینا ط اذا تتلٰی علیھم ایات الرحمن خروا سجدا وبکیا o
(مریم:۵۸)(آیت سجدہ)

''اور یہ ہیں جن پر اللہ (جل سلطانہ) نے انعام فرمایا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کی اولاد سے اور ان میں جن کو ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا اور (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اور (حضرت) یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد سے اور ان میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا جب رحمان کی آیات پڑھی جائیں گر پڑتے ہیں، سجدہ کرتے اور روتے''۔

ایمان والوں کے بارے میں فرمایا:

انما یؤمن بآیاتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا وسبحوا بحمد ربھم وھم لا یستکبرون o (السجدہ:۱۵)(آیت سجدہ)

''ہماری آیات پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں، سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج اور چاند کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا:

ارشاد ہوتا ہے:

ومن ایتہ الیل والنھار والشمس والقمر ط لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون o (حم السجدہ:۳۷)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند تو سجدہ کرو نہ سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا فرمایا اگر تم اس کی (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی) عبادت کرتے ہو''۔

محولا بالا آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سجدہ الوہیت صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کو ہے۔

ملکہ بلقیس اور ہُد ہُد کا واقعہ:

ہُد ہُد نے ملک سبا کی حکمران (ملکہ بلقیس) اور اس کی رعایا کا حال بیان کرتے ہوئے، حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا:

وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون اللہ (النمل:۲۴)

''میں نے اسے اور اس کی قوم کو دیکھا ہے کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں''۔

پھر عرض کیا ''شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں اچھے کر دیئے ہیں اور ان کو سیدھی راہ سے بھٹکا دیا ہے، اس لئے وہ ہدایت کی راہ نہیں پاتے''۔

بعد ازیں ہُد ہُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی جناب میں ایسی خوبصورت اور سچی بات کہی کہ ایک پرندے کی زبان خدائے وحدہ لا شریک کی الوہیت اور وحدانیت کا ذکر کر کے غیر خدا کو سجدہ کرنے والوں کی سوچ کو جھنجھوڑتی ہے اور دعوت فکر دیتی ہے کہ ایک پرندے اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے والے انسان کی عقل میں کتنا فرق ہے۔ہُد ہُد نے عرض کی:

الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبء فی السمٰوٰت والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنون o اللہ لا الہ الا ھو رب العرش العظیم o (النمل:۲۶-۲۵، آیت سجدہ)

"وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ جو آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں نکالتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اللہ (جل جلالہ) ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے"۔

ہُد ہُد سے بدتر لوگوں کی گفتگو:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن ق انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا ٥** (الفرقان: ۶۰، آیت سجدہ)

"اور جب ان (یعنی بت پرستوں) سے کہا جائے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کا تم ہمیں حکم دو اور اس حکم نے انہیں اور متنفر کردیا"۔ ہُد ہُد اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور سجدہ کرنے کی بات کرتا ہے اور بے عقل مشرک انسان اللہ رب العزت کو سجدہ کرنے سے انکار کرتا ہے اور بھاگتا ہے۔

بندے کو دعوت:

رب ذوالجلال انسانوں سے فرماتا ہے: "نزدیک آنے والی گھڑی قریب آپہنچی (یعنی قیامت) اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اس کا کوئی کھولنے والا نہیں کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم غفلت میں پڑے ہو؟" (القمر: ۵۷تا۶۱)

فاسجدوا للہ واعبدوا (القمر: ۶۲، آیت سجدہ) "بس اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہی کو سجدہ کرو اور اس کی بندگی کرو"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا (ترجمہ): "کہ اس کو سجدہ کرنے سے اس کا قرب حاصل ہوتا ہے"۔ (العلق: ۱۹)

مسلمانان ملت اسلامیہ کو اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ سجدہ اللہ رب العزت کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ غیر اللہ کو سجدۂ عبادت یقیناً شرک مبین اور کفر مبین ہے اور سجدہ تحیت وتعظیم گناہ عظیم اور حرام قطعی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کی مطلقاً ممانعت

۱۔ شوہر پر عورت کا حق:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **جاءت امراۃ الی رسول اللہ ﷺ اخبرنی ما حق الزوج علی الزوجۃ؟ قال لو کان ینبغی لبشر لأمرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا اذا دخل علیھا لما فضلہ اللہ علیھا** [۱۶]

"ایک عورت نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ ارشاد فرمائیں شوہر کا عورت پر کیا حق ہے؟ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا ہے کہ جب اس کا شوہر گھر آئے تو اسے سجدہ کرے۔ یہ اس فضیلت کے سبب ہے جو عورت پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد کو عطا فرمائی ہے"۔

اسی طرح جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **لو کنت امر احد ان یسجد لاحد لأمرت المرأۃ ان تجسد لزوجھا** [۱۷]

"اگر کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

۲۔ اونٹ کا سجدہ کرنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، انصار کے ایک گھر میں ایک اونٹ ان کے لئے کنویں سے پانی نکالتا تھا، وہ اونٹ بگڑ گیا، وہ انصار رضی اللہ عنہم رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا ہمارا اونٹ ہمارے لئے پانی نکالتا تھا، وہ بگڑ گیا ہے کسی کو

۱۶ الترغیب والترہیب جلد۳ ص۵۴، مستدرک حاکم جلد۴ ص۱۹۰، درمنثور جلد۲ ص۱۵۲۔ ۱۷ ترمذی جلد۱ ص۲۱۹۔

پاس نہیں آنے دیتا۔ کھیتی اور کھجوریں پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیاسی ہیں۔

فقال رسول الله ﷺ لا صحابه قوموا فقاموا فدخل الحائط والجمل فی ناحیته فمشی النبی ﷺ نحوه فقالت الانصار یارسول الله قد صار مثل الکلب الکلب نخاف علیک صولته فقال لیس علی منه باس فلما نظر الجمل الی رسول الله ﷺ اقبل نحوه حتی خر ساجداً بین یدیه فاخذ رسول الله ﷺ بنا صیته اذل ما کانت قط حتی ادخله فی العمل فقال له اصحابه یارسول الله هذا بهیمة لا یعقل یسجدلک ونحن نعقل فنحن احق ان نسجدلک قال لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح لبشر ان یسجد لبشر لا مرت المراة ان تجسد لزوجها لعظم حقه علیها[18]

"رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا اٹھو، سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوگئے اور باغ میں تشریف لے گئے اور (وہ) اونٹ باغ کے ایک کونے میں تھا۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف چلے، انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ اونٹ باؤلے کتے کی طرح ہے۔ مبادا آپ ﷺ پر حملہ کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں اس سے کوئی اندیشہ اور خطرہ نہیں جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کی طرف چلا یہاں تک کہ قریب آ کر آپ ﷺ کے حضور سجدہ ریز ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اسے ماتھے کے بالوں سے پکڑا اور کام کے لئے دے دیا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جانور بے عقل آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں، ہم عقل والے ہیں اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ ﷺ کو سجدہ کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کو لائق نہیں کہ کسی انسان کو سجدہ کرے اور اگر کسی انسان کا کسی

۱۸ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۹، درمنثور جلد ۲ ص ۱۵۴، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۵۵۔

انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اس کی عظمت کی وجہ سے جو اسے عورت پر حاصل ہے"۔

۳۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کو سجدہ کردیا:

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ملک شام سے لوٹ کر آئے تو:

سجد للنبی ﷺ قال ما هذا یا معاذ قال انی اتیت الشام فوافقتهم یسجدون لا ساقفتهم وبطارقتهم فوددت فی نفسی ان نفعل ذلک بک فقال رسول الله ﷺ فلا تفعلوا، فانی لو کنت امرا احدا ان یسجد لغیر الله لامرت المرأة ان تجسد لزوجها[19]

"(انہوں نے) رسول کریم ﷺ کو سجدہ کردیا آپ ﷺ نے فرمایا، اے معاذ (رضی اللہ عنہ) یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا، میں ملک شام میں گیا تھا، وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، میرے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ آپ (ﷺ) کو سجدہ کیا جائے، آپ (ﷺ) نے فرمایا: ایسا مت کرو۔ اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ کسی غیر خدا کو سجدہ کرو تو میں عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

نوٹ: یاد رہے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کو سجدہ تعظیم وتحیت کیا تھا تو رسول کریم ﷺ نے ان پر کفر وشرک کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ آپ ﷺ نے انہیں بڑی محبت سے سمجھایا۔ جب تعلیم وتربیت مقصود ہوتی ہے تو کفر وشرک کے فتوے نہیں لگائے جاتے۔ بلکہ نہ معلوم بات سمجھائی جاتی ہے اور اس کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ ایک

۱۹ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸۵۳، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۰۹۔

انصاری (صحابی رضی اللہ عنہ) کے باغ میں تشریف لے گئے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اس باغ میں بکریاں چر رہی تھیں۔ ان تمام بکریوں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لک من هذه الغنم، قال انه لا ینبغی من امتی ان یسجد احد لا حد، ولو کان ینبغی ان یسجد احد لا حد لأمرت المرأة ان تسجد لزوجها [٢٠]

"یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ان بکریوں سے زیادہ اس بات کے ہم حق دار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ کسی دوسرے آدمی کو سجدہ کرے۔ اگر ایسا کرنا مناسب ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

٥۔ چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ کان فی نفر من المهاجرین والانصار فجآء بغیر فسجد له فقال اصحابه یارسول اللہ! تسجد لک البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک قال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت آمراً احداً ان یسجد لاحد لأمرت المرأة ان تسجد لزوجها [٢١]

"رسول کریم ﷺ مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر رسول کریم ﷺ کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا

---

[٢٠] دلائل النبوۃ، ابونعیم جلد ا جز ا ص ٣٧٩ حدیث نمبر ٢٧٦۔ [٢١] مجمع الزوائد جلد ٤ ص ٣١٠، البدایہ والنہایہ جلد ٦ ص ١٥٧، مسند احمد جلد ٦ ص ٧٦

یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) چوپائے اور درخت آپ ﷺ کو سجدہ کرتے ہیں، ہم لوگ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت کرو، ہمارا احترام اور تعظیم کرو۔ اگر میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

٦۔ اعرابی کا سجدہ کے لئے اذن مانگنا اور حضور ﷺ کی ممانعت:

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے اسلام قبول کرلیا ہے (مسلمان ہوگیا ہوں) لیکن مجھے ایسی چیز دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھ جائے (اور پختہ ہوجائے)، **فقال ما الذی ترید؟** (آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟) اس نے عرض کیا: **ادع تلک الشجرة ان تاتیک** (اس درخت کو بلائیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو) آپ ﷺ نے فرمایا: **اذهب فادعها** (جاؤ اور اسے بلا لاؤ) وہ اعرابی اس درخت کے پاس گیا اور کہنے لگا: **اجیبی رسول اللہ ﷺ** "تمہیں رسول اللہ ﷺ یاد فرماتے ہیں"۔ وہ درخت فوراً ایک طرف اتنا جھکا کہ اس کی ادھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں پھر دوسری طرف جھکا اور ادھر کی جڑیں ٹوٹ گئیں، **حتی اتت النبی ﷺ** (یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا) اور حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: **السلام علیک یارسول اللہ** (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم سلام ہو آپ ﷺ پر) اس اعرابی نے جب یہ منظر دیکھا تو عرض کرنے لگا، **حسبی حسبی** (مجھے کافی ہے، مجھے کافی ہے) پھر نبی کریم ﷺ نے درخت سے فرمایا: **ارجعی فرجعت فجلست علی عروقها و فروعها** "پلٹ جا، وہ درخت فوراً پلٹ گیا اور انہیں ریشوں مع شاخوں کے پہلے کی طرح جم گیا") بعد ازیں **فقال لاعرابی اذن لی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان اقبل راسک ورجلیک** (اس اعرابی نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک

وسلم) مجھے اجازت فرمائیں تاکہ میں آپ ﷺ کے سرانور اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں'' حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت عطا فرمائی، پھر اس نے عرض کیا: اذن لی ان اسجد لک قال لا یسجد احد الاحد (مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کو سجدہ کروں تو رسول کریم ﷺ نے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''(مخلوق میں) کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے) اگر کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے''۔ ۲۲

۷۔ حضرت قیس بن سعد ؓ کا واقعہ:

حضرت قیس بن سعد ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت رسول اللہ ﷺ احق ان یسجد لہ قال فاتیت النبی ﷺ فقلت انی اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت یا رسول اللہ احق بان یسجدلک قال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت آمر احد ان یسجد لا حد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق ۲۳

''میں حیرہ کے علاقہ سے آیا (حیرہ کوفہ کے پاس ایک شہر ہے) وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا (یعنی دل میں سوچا) کہ ان سے تو رسول کریم ﷺ زیادہ حق دار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں حیرہ کے علاقہ میں گیا تھا وہاں

---

۲۲ مستدرک حاکم جلد۴ ص ۱۹۰۔ داری جلد ا ص ۱۳ مختصراً، نصب الرایۃ جلد۴ ص ۲۵۹، دلائل النبوۃ ص ۳۹۰ حدیث نمبر ۲۹۱۔ ۲۳ ابوداؤد جلد ا ص ۲۹۸، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۷ ص ۲۹۱، مستدرک حاکم جلد۲ ص ۱۸۷، مشکوٰۃ ص ۲۸۲، الترغیب والترھیب جلد۳ ص ۵۵۔

کے لوگوں کو دیکھا وہ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو ان کے مقابلے میں آپ ﷺ زیادہ مستحق ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بھلا اگر تم میرے مزار (پاک) پر گزرو تو کیا مزار (پاک) کو سجدہ کروگے؟ میں نے عرض کیا نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا، مت کر، اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، اس حق کے سبب جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کا ان پر رکھا ہے''۔

نوٹ: اس جملہ میں کہ ''مت کر'' کے آگے ''ف'' لگا کر محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں یوں لکھا ہے (ف: یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں)۔

تجزیہ:

حدیث شریف میں ایسا کوئی جملہ نہیں جس کے معنی یہ ہوں کہ ''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔ محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنی طرف سے بات گھڑ لی ہے، ایسی کئی باتیں ہیں جو ان صاحب نے من گھڑت لکھ کر امت مسلمہ میں نبی کریم ﷺ کے بے ادب لوگوں کا فرقہ بنانے میں انتہائی خوف ناک کردار ادا کیا ہے۔ اب ان کے پیروکار ان کی بات کو تو سو فیصد درست مانتے ہیں، لیکن ان کی جھوٹی، من گھڑت اور لغو بات کے مقابلے میں، نبی کریم ﷺ کی سچی بات ان کے فرقہ کے لوگوں کی عقل میں نہیں اترتی۔ جھوٹی، لغو اور من گھڑت بات نے ان لوگوں کے ذہن و ضمیر کو اس قدر بیمار کر دیا ہے کہ سچی اور صحیح بات بھی انہیں جھوٹی اور غلط معلوم ہوتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

سچی اور صحیح بات کیا ہے؟

حدیث حضرت ابودرداء ؓ

حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعۃ فانہ یوم مشھود تشھد الملائکۃ لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان قلنا وبعد وفاتک ؟ قال وبعد وفاتی، ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیا ۲۴

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعۃ المبارک کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجو، کیونکہ وہ یوم مشہود ہے، فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو بندہ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے خواہ وہ کہیں ہو اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔ عرض کیا گیا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا (ہاں) وفات کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے"۔

انہی سے ایک اور روایت ہے، فرماتے ہیں،

قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعہ فانہ یوم مشھود یشھدہ الملائکۃ وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلاتہ حتی یفرغ منھا قال ! قلت وبعد الموت ؟ قال و بعد الموت، ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق ۲۵

"جمعۃ (المبارک) کے دن مجھ پر بہت درود شریف بھیجو اس لئے کہ جمعۃ (المبارک) یوم مشہود ہے اور اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے، اس کا درود شریف میرے سامنے کردیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ ﷺ کے وصال کے بعد کیا صورت حال ہوگی؟ فرمایا میرے وصال کے بعد

---

۲۴ جلاء الافہام لابن قیم الجوزی (عربی) ص ۵۶ (چھاپہ بیروت)، الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام از قاضی محمد سلیمان منصور پوری ص ۵۲۔ ۲۵ ابن ماجہ ص ۱۹۹ حدیث نمبر ۱۶۳۷، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۳۶۶۔ جلاء الافہام لابن قیم الجوزی ص ۳۶، الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۳۸۔

(ایسے ہی ہوگا)۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کردیا ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے"۔

غیر مقلدین کے لئے دعوت فکر!

غیر مقلدین کے امام وحید الزماں صاحب کا درج ذیل تبصرہ ان کے پیروکاروں کے لئے دعوت فکر ہے۔

۱۔ "کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح وسالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہتی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ مع جسم صحیح اور سالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ ﷺ خود سن لیتے ہیں۔ اگر دور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اہل حدیث کا یہی اعتقاد ہے" (ابن ماجہ جلد ۱ ص ۵۳۷) حاشیہ نمبر ۲ چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور من وعن) اہلسنت و جماعت کا عقیدہ اس حدیث پاک پر بھی ہے اور اس حدیث پاک پر بھی جو اوپر بیان ہوچکی ہے جس میں فرمایا گیا کہ کوئی کہیں مجھ پر درود شریف پڑھتا ہو اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔

۲۔ "جو باتیں آنحضرت ﷺ سے دنیاوی حیات کی حالت میں عرض کرسکتے تھے وہ اب بھی عرض کرسکتے ہیں اور جو فیوض و برکات آنحضرت ﷺ سے پہلے ہوتے تھے وہ اب بھی ہوتے ہیں۔ کمال نحوست اور شامت ہے اس شخص کی جو حج کو جاوے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہو"۔ (ابن ماجہ مترجم جلد ۱ ص ۵۳۷ من وعن)

۳۔ "مگر ہر حال میں آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف کے پاس درود وسلام سنتے ہیں، اسی طرح آپ ﷺ کا ادب اور لحاظ اسی حال میں قائم ہے جیسے دنیاوی

حیات میں تھا بلکہ یہ برزخی حیات بہت باتوں میں دنیاوی حیات سے زیادہ قوی اور زیادہ بہتر ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً کثیرا'' (ابن ماجہ جلد اص ۸۱۵ مترجم وحید الزماں صاحب من وعن)

۴۔ ''وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں کلام اور سلام سنتے ہیں، اعمال ان کی امت کے ان پر پیش کئے جاتے ہیں، درود شریف سامنے لایا جاتا ہے، وہ خوش ہوتے ہیں، دعا کرتے ہیں۔ اگرچہ باقی اہل قبور بھی بر بنائی مذہب صحیح اہلسنت وجماعت سنتے ہیں مگر یہ سننا ان کا صرف روحانی ہے اور انبیاء کرام کی حیات روحانی اور جسمانی دونوں کی طرح ہے۔ مگر اس میں اور دنیا کی حیات میں ایک فرق دقیق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا نہ اس کے بیان کی یہاں گنجائش ہے''۔ (سنن ابوداؤد مترجم اردو از وحید الزماں صاحب جلد اص ۳۹۹ من وعن چھاپہ اسلامی اکادمی، اردو بازار لاہور)۔

خلاصہ کلام:

رسول کریم ﷺ کے ارشادات صحیحہ اور عظیمہ کے مقابلے میں کسی غلط نظریات والے شخص کی کیا حقیقت ہے؟ کوئی شخص اپنے غلط عقائد اور نظریات سے سوائے گمراہی اور تفرقے کے کچھ حاصل نہیں کر سکتا اور اس کا جتنا بوجھ اور جرم ہے سب اس گمراہ شخص کے کھاتے میں جائے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے!

؎ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

محمد اسماعیل دہلوی صاحب نے غلط اور باطل تشریح سے باطل فرقہ کو جنم دے کر سوائے بدنامی، ذلت اور اپنی آخرت کی تباہی کا سامان اکٹھا کرنے کے کچھ حاصل نہیں کیا۔

غلط تشریح کی غلط ترجمانی:

رشید احمد گنگوہی صاحب کو کسی شخص نے اس بارے میں سوال کیا کہ ''تقویۃ

الایمان'' کے ص ۶۱ مطبوعہ فاروقی میں، محمد اسماعیل دہلوی صاحب حدیث نقل فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے نقل کیا کہ میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے..... آخر حدیث تک (جو اوپر بیان ہو چکی ہے) کے آگے ''ف'' لکھا ہے ''ف'' یعنی میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کیا سجدہ کے لائق ہوں''..... الخ تو یہاں پر یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ مٹی میں ملنے سے مراد کیا ہے اور مخالفین یہاں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا صاحب کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کا جسد زمین میں مل جانا ثابت ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے؟ مفصل ارقام فرمائیں۔

رشید احمد گنگوہی صاحب کے ''فتاویٰ رشیدیہ'' کامل چھاپہ پاکستان چوک کراچی کے ص ۴۰۷ میں جواب لکھا ہے:

جواب! ''مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ خلط ہو جاوے جیسا کہ سب اشیاء زمین پر پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء کرام علیہم السلام خاک نہ ہونے کے مولانا مرحوم بھی قائل ہیں چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے۔ یہ ''مٹی میں ملنا'' اور ''مٹی سے ملنا'' کہلاتا ہے کچھ اعتراض نہیں فقط واللہ تعالیٰ عالم''۔

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کا جواب:

ان حضرات کی کیا علمی موشگافیاں ہیں۔ ایک صاحب لکھتے ہیں یعنی معلوم ہوا کہ ''میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں'' اور دوسرے صاحب وکالت کرتے ہوئے ''میں'' کو ''سے'' سے بدل رہے ہیں اور لکھتے ہیں ''میں بھی مر کر مٹی سے ملنے والا ہوں'' یعنی ان کے نزدیک ''میں'' اور ''سے'' میں کوئی فرق نہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں ادارہ کی طرف سے ایک سوال ہے اس کو ان

لوگوں سے حل کروادیں۔

سوال: مسٹر ''ب'' میں پیسے گم ہوگئے اور مسٹر ''ب'' سے پیسے گم ہوگئے؟

اگر مسٹر ''ب'' سے پیسے گم ہوئے ہیں تو ملنے کی توقع ہے لیکن اگر مسٹر ب ''میں'' پیسے گم ہوگئے ہیں تو پھر ملنا مشکل ہیں۔

علم والوں کو ان دونوں عبارتوں میں فرق نظر آتا ہے مگر کم علم لوگوں کو ''میں'' اور ''سے'' میں فرق نظر نہیں آتا۔

چاہیے تو یہ تھا کہ رشید احمد گنگوہی صاحب کہتے کہ صاحب ''تقویۃ الایمان'' نے غلط لکھا ہے مگر ان کی غلط حمایت کی اور ''میں'' کو ''سے'' بنا دیا چنانچہ عقائد کی مطابقت نے ''میں'' اور ''سے'' کے فرق سے ہی بے خبر کردیا۔

دعا

الھم صلی علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم یاارحم الراحمین یاذوالجلال والاکرام یا رب العالمین میرے دل میں مسجد کی محبت پیدا فرما الٰہی مجھے باجماعت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرما یاالٰہی میرے دل میں تو اپنی اور اپنے پیارے محبوب نبی کریم ﷺ' صحابہ کرام' اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم' اولیاء کرام بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی محبت پیدا فرما۔ یاالٰہی مجھے متقی' پرہیزگار' صالح اور ایسے امام کی امامت میں نماز باجماعت نصیب فرما جس کا دل تیری محبت سے منور ہو' جو رسول کریم ﷺ کا سچا عاشق اور دیوانہ ہو' جو صحابہ کرام، اہلبیت عظام اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمتوں اور رفعتوں کا قائل ہو' بے ادب اور بدتمیز امام کی امامت سے بچانا۔ مجھے بزرگوں کا احترام کرنے والا اور چھوٹوں سے پیار کرنے والا بنا۔ مجھے ہر قسم کی منافقت، شرک وکفر اور گستاخی وبے ادبی سے بچانا۔ الٰہی جب تک میں زندہ رہوں تیری اور رسول کریم ﷺ کی محبت میں زندہ رہوں اور جب دنیا سے جاؤں تو ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے جاؤں زبان پر جاری ہو لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مرتے وقت دیدار مصطفیٰ کریم ﷺ ہو اور ساتھ ہی

الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

کا ورد ہورہا ہو۔ الٰہی توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین!

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ **سیدھا راستہ** لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی
کے لیے عام فہم اور آسان سلیس اُردو
میں بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دورِ
جدِید میں
منفرد حیثیت کا حامل

زیرِ ادارت

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

۴۹۔ عمر دین روڈ، وسن پورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ ۵۴۹۰۰